

عہد نبوی میں اہل کتاب کو دعوت اسلام کے اثرات

Effects of Preaching of Islam to Ahl-e-Kitab in the period of Prophet (PBUH)**Muhammad Tahir Fayyaz**

Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Email: hafiztahir.fayyaz@gmail.comORCID: <https://orcid.org/0000-0001-9448-3135>**Dr. Muhammad Khubaib**

Assistant Professor, Department of World Religions and Interfaith Harmony, Faculty of Islamic Learning, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

Email: muhammad.khubaib@iub.edu.pkORCID: <https://orcid.org/0000-0003-2075-5665>**ABSTRACT:**

Prophet Hazrat Muhammad (PBUH) is the source of all beings and all mankind. Therefore, the Ahl-e-Kitab are also included in the ummah of the Prophet Hazrat Muhammad (PBUH) as a human being. The Ahl-e-Kitab knew the Messenger of Allah (PBUH) because they had read and made good progress in their books the attributes and achievements of Our Prophet (PBUH). It was His (PBUH) duty to convey the message of Islam to them and guide them to the right path. The Prophet (PBUH) preached specially to the Ahl-e-Kitab in order to fulfil this responsibility. As a result, their scholars were adorned with Islamic ornaments. For example, Hazrat Abdullah bin Salam (RA), Hazrat Mamoon bin Yameen (RA), Hazrat Usaid bin Saeed (RA), etc, became the companions of the Holy Prophet (PBUH) while responding to the call of Islam. And most of the Ahl-e-Kitab did not accept Islam in the time of the Holy Prophet (PBUH). However, after accepting the Islam at the hands of the Companions, they attained the status of Tabi'i. As, Islam is true and all religions except Islam are abrogated, then we too should adopt the method of the Holy Prophet (PBUH) and preach the Ahl-e-Kitab so that they too may attain the hereafter and be the cause of our salvation.

Adopt Minhaj-un-Nabawi and present a true picture of Islam so that they enter Islam on their own. For this, it is necessary to play our role by adopting the principles of wisdom, understanding, good preaching and debating in a good way. In this context, this research paper mentions the Ahl-e-Kitab who entered in Islam during the period of Holy Prophet (PBUH).

Keywords: *Interfaith Dialogue, Religions, Ahl-e-Kitab, Holy Prophet, Preaching of Islam.*

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں حضرت محمد کریم ﷺ کو جمع انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾¹ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے بطور مبلغ اور داعی بنایا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾² تو اس اہم ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے مختلف مذاہب کے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی، جن میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی اہل کتاب کو دعوت دینے کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت صرف یہود کو دعوتِ اسلام کا مخاطب کرنا جیسا کہ جامع صحیح بخاری میں روایت ہے "يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا"³ دوسری صورت صرف نصاریٰ کو دعوتِ اسلام کا مخاطب کرنا جیسا کہ قیصر روم کو دعوتِ اسلام کے وقت فرمایا تھا "إِنِّي أَدْعُوكَ بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمِ تَسْلِمِ"⁴ اس میں مخاطب صرف اہل مسیح ہیں۔ تیسری صورت یہود و نصاریٰ دونوں کو دعوتِ اسلام کا مخاطب کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ﴾⁵ آیت میں موجود لفظ اہل کتاب یہود و نصاریٰ دونوں کو شامل ہے لہذا آپ نے دونوں گروہوں تک اسلام کی دعوت پہنچائی۔ جس کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت تھی وہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور جو محروم تھے وہ ہمیشہ کے لیے محروم رہے۔ اہل کتاب رسول اکرم ﷺ کی پہچان رکھتے تھے کیونکہ وہ اپنی کتب میں آپ ﷺ کے اوصاف و کمالات اور محاسن کو اچھے طریقے سے پڑھ چکے تھے اور معرفت بھی کر چکے تھے اس لیے وہ دعوتِ اسلام پر لپیک کہتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے صحابی بن گئے اور اکثر اہل کتاب نے آپ کے زمانہ میں تو اسلام قبول نہ کیا مگر صحابہ کے ہاتھوں اسلام قبول کر کے تابعی کے مقام پر فائز ہوئے تو اس تناظر میں اس تحقیقی مقالہ میں ان خوش نصیب اہل کتاب صحابہ کے قبول اسلام کا تذکرہ کیا گیا ہے جو دینِ موسوی یا دینِ عیسوی کے بعد دینِ محمدی کو بھی اپنے گلے سے لگا کر محبوبِ خدا اور محبوبِ حبیبِ خدا بن گئے۔

اہل یہود پر رسول اکرم ﷺ کی دعوتِ اسلام کے اثرات:

علماء یہود نبی آخر الزماں ﷺ کے اوصاف و کمالات تورات میں پڑھ کر بخوبی جانتے تھے چنانچہ بعد از ہجرت نبوی وہ سوالات اور اوصاف و کمالاتِ نبوی کی معرفت کی غرض سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے مگر جن کی

قسمت میں ہدایت ہوتی وہ آپ ﷺ کی زیارت کر کے مشرف باسلام ہو جاتے باقی ابدی محرومی کا شکار رہتے۔⁶ آپ ﷺ کی دعوت اسلام سے درج ذیل یہود متاثر ہوئے اور اسلام کی آغوش میں آگئے۔

حضرت ابویاسر بن اخطب کا قبول اسلام:

صحبت نبوی سے فیض یاب ہونے میں سب سے پہلا مقام "ابویاسر بن اخطب" نے حاصل کیا۔ آپ یہودیوں کے سردار جہی بن اخطب کے بھائی تھے۔ ایک دن ابویاسر بن اخطب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے، آپ کا کلام، سنادل مطمئن ہو گیا، واپس جا کر اپنی قوم میں اعلان کیا کہ "أَطِيعُونِي فَإِنَّ هَذَا النَّبِيَّ الَّذِي كُنَّا نَنْتَظِرُ" اے میری قوم میرا کہنا مانتے ہوئے اس نبی کی اطاعت قبول کر لو کیونکہ یہ وہی نبی معلوم ہوتے ہیں جس کے ہم کافی عرصہ سے منتظر ہیں۔ وہ تشریف لے آئے ہیں لہذا ان پر ایمان لے آؤ۔ مگر اس کا بھائی جہی بن اخطب بطور سردار اپنی قوم سے کہنے لگا کہ میرے بھائی کی بات کو پس پشت ڈال کر میری اطاعت کرو۔ لہذا قوم سردار کی بات مانتے ہوئے ابویاسر بن اخطب کی بات کو پس پشت ڈال کر ابدی محرومی کا سبب بن گئے۔⁷

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

آپ احبار یہود میں سے تھے۔ آپ کا نام حصین تھا مگر قبول اسلام کے بعد آپ کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ اپنے قبول اسلام کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ جب نبی آخر الزماں ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو میرے دل میں تمنا ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کروں چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور زیارت کرتے ہی میرے دل نے آپ ﷺ کے نبی برحق ہونے کی گواہی دی چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں "فَلَمَّا رَأَيْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ" آپ ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کرتے ہی میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا نہیں ہو سکتا۔ لہذا اول و پہلے میں ہی اسلام قبول کر لیا اور زبان اقدس سے نکلنے والا پہلا فرمان یہی سنا کہ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطِيعُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"⁸ "اے لوگو! سلام عام کرو، کھانا کھاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو اس وقت نماز پڑھو جب سب لوگ سو رہے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔" آپ سے ایک روایت اس طرح بھی آئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا نام، اوصاف و محاسن سب کچھ سن رکھا تھا مگر بوجہ خوف تذکرہ نہیں کیا تھا، ایک دن میں کھجور پر چڑھے کچھ کھجوریں توڑ رہا تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی آمد کی خبر سنی، اچانک خبر ملتے ہی خوشی میں نعرہ تکبیر بلند کیا، میری چھوٹی خالہ بنت حارث نے کہا کہ اگر تم حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی خبر سننے تو اس سے زیادہ خوشی کا اظہار نہ کرتے، جو ابائیں نے کہا کہ بالکل! کیونکہ یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں، آپ ﷺ کو بھی وہی دین ملا جو ان کے بھائی موسیٰ علیہ السلام کو ملا تھا۔ پھر پھوپھی نے پوچھا کہ کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے متعلق ہم پڑھ اور سن چکے ہیں کہ قیامت کی قریب اور قیامت کے ساتھ ہی معبوث ہونگے۔ میں نے کہا بالکل وہی ہیں۔ میں گھر سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر دائی کامیابی کی سعادت حاصل کی۔ پھر آپ ﷺ سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میری قوم سے میرے متعلق سوال کریں کہ میرا ان کے نزدیک کیا مقام و مرتبہ ہے؟ مگر میرے اسلام لانے کو پوشیدہ رکھنا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن سلام کو پردہ کے پیچھے چھپا دیا اور یہودیوں سے فرمایا کہ تم اللہ کو وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ تسلیم کر کے مجھے برحق رسول مان لو نتیجتاً ہمیشہ کی کامیابی سے ہم کنار ہو جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کو رسول تسلیم نہیں کرتے۔ آپ نے تین بار فرمایا مگر وہ بدستور یہی جواب دیتے رہے چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے استفسار کیا کہ تمہارے اندر حضرت عبداللہ بن سلام کا کیا مقام ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ہمارا سردار، سردار کا بیٹا، بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایمان قبول کر لے تو تم بھی ایمان قبول کر لو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ کسی صورت بھی ایمان قبول نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بالفرض والحال وہ اسلام قبول کر لیں پھر؟ انہوں نے جواب دیا کہ حاشا وکلاہر گزوہ ایمان قبول نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن سلام کو سامنے آنے کا فرمایا، وہ سامنے آئے اور فرمایا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" پھر یہودیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے گروہ یہود! خدا سے ڈرو اور اس بات کو یاد کرو تم بخوبی واقف کو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور حق لیکر ہی معبوث ہوئے۔ یہ سن کر یہودیوں کی جماعت نے کہا اے عبداللہ بن سلام یقیناً تم سب سے زیادہ بُرے اور بُرے کے بیٹے ہو جب انہوں نے حضرت عبداللہ بن سلام کو برا بھلا کہا تو آپ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی کہ ان یہود کو اصل بغض آپ سے اور اسلام سے ہے۔⁹

حضرت میمون بن یامین کا قبول اسلام :

آپ کا نام میمون، والد کا نام یامین تھا یہود کے معروف قبیلہ بنو قریظہ سے تعلق رکھتے تھے اور رؤساء یہود سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی زیارت کے بہت مشتاق تھے چنانچہ آپ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کی زیارت کرتے ہی اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! آپ یہودیوں کو بلا کر مجھے ان کا حکم بنادیں مگر میرا ایمان ان پر پوشیدہ رکھنا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلا کر حضرت میمون بن یامین

کو کمرہ میں ایک طرف چھپا دیا اور یہودیوں سے گفتگو فرماتے ہوئے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا میرے اور اپنے درمیان ایک فیصل مقرر کر دیں تاکہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے چنانچہ انہوں نے میمون بن یامین کو حکم اور فیصل بنانے کی پیشکش کی اور کہا کہ جو فیصلہ کرے گا ہم اسے تسلیم کریں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت میمون بن یامین کو بلوایا اور فرمایا کہ تم ہمارے درمیان فیصلہ کرو چنانچہ انہوں نے کلمہ کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" اور قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم بھی ایمان قبول کر لو مگر بد قسمتی سے وہ لوگ اسلام کی دولت سے محروم رہے اور حضرت میمون بن یامین پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے گھروں کو چل دیے۔¹⁰

حضرت زید بن سعنے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ کا نام زید، والد کا نام سعنے تھا آپ یہود کے بڑے علماء میں سے تھے۔¹¹ آپ اپنے قبول اسلام کا واقعہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ تورات میں رسول اکرم ﷺ کی جتنی نشانیاں بھی میں نے پڑھی تھیں ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا صرف دو نشانیاں باقی تھیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کا حلم آپ کے غصہ سے سبقت کر جاتا ہے اور دوسری آپ ﷺ کے سامنے کیے جانے والی جاہلانہ حرکتیں آپ کے حلم میں اضافہ کرتی ہیں، ان کا میں نے تجربہ کرنا تھا۔ جب ان دونوں کا تجربہ ہو گیا تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ سے ملاقاتیں کرنا شروع کر دیں۔ ایک دن آپ اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے، حضرت علی بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک دیہاتی نے آکر کہا یا رسول اللہ! ہم بستی کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں ہمیشہ ان سے کہتا رہتا ہوں کہ اسلام قبول کرو گے تو رزق میں فراوانی ہوگی لیکن اس سال بہت بڑا قحط پڑا بارشیں بالکل ختم ہو گئیں ہیں، مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ فقر کے ڈر سے اسلام نہ چھوڑ دیں۔ آپ ان کی مدد کیلئے کچھ غلہ وغیرہ بھیج دیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہوگا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان کو کچھ دے دو، حضرت علی نے جواب دیا یا رسول اللہ! کوئی چیز بھی باقی نہیں ہے۔ حضرت زید بن سعنے کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے قریب گیا اور جا کر کہا کہ کیا آپ فلاں باغ کی کھجوریں کچھ مہلت کے ساتھ فروخت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ متعین باغ کی شرط نہیں لگاتا۔ میں نے خوشی سے اپنی جیب سے پیسوں کی تھیلی نکالی اور اسی مثقال سونا متعین مدت کے لیے دے دیا، ابھی مدت ختم نہیں ہوئی تھی کہ دو تین دن پہلے میں آپ کے پاس آیا، گریبان پکڑ کر زور سے کھینچا اور انتہائی غصے سے آپ کی طرف دیکھ کر کہا کہ آپ نے ابھی تک قرضہ واپس نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ اے اللہ اور اس کے رسول کے دشمن! تم اللہ کے پیغمبر کی اتنی معمولی سی بات پر اتنی بڑی

گستاخی کا ارتکاب کر رہے ہو؟ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اے عمر! مجھے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنے اور اسے نرمی سے مطالبہ کرنے کا کہا گیا ہے، لہذا جا کر قرضہ ادا کرنے کے بعد بیس صاع کھجوریں زیادہ دے دو تو حضرت سعنے کہتے ہیں جب میں نے یہ بات سنی تو حضرت عمر سے دریافت کی کہ اے عمر! بیس صاع کھجوروں کی زیادتی کا حکم کیوں دیا گیا؟ حضرت عمر نے جواب دیا کہ زیادہ دیے جانے کا حکم اس سخت کلامی کا کفارہ ہے جو میں نے تم سے کی۔ اسی وقت میں نے کہا کہ اے عمر! مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے انکار میں سر ہلایا۔ میں نے کہا کہ میں زید بن سعنے ہوں، حضرت عمر نے کہا اچھا وہ زید جو البحر یعنی عالم مشہور ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! میں وہی ہوں انہوں نے کہا کیا وجہ تھی کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا نازیبا سلوک کر رہے تھے؟ میں نے عرض کی کہ تمام نشانیاں میں رسول اکرم ﷺ کے چہرہ انور سے دیکھ چکا تھا، صرف دو باتوں کا تجربہ کرنا تھا جو مذکور ہو چکی ہیں جن کا مجھے تجربہ ہو گیا، اس لیے میں صدق دل سے اسلام قبول کرتا ہوں چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچ کر قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔¹²

ایک یہودی عالم اور اس کی قوم کا قبول اسلام:

ایک یہودی عالم رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ سورۃ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اس سورۃ کی تعلیم آپ کو کہاں سے دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے یہ سورۃ سکھائی ہے اس کو بہت تعجب ہوا پھر وہ یہودی عالم اپنی قوم میں گیا اور کہا کہ محمد ﷺ ایسا قرآن پڑھتے ہیں جسے ہم تورات کی طرح دیکھتے ہیں پھر یہودی کی ایک جماعت کو لے کر خدمت نبوی میں پہنچا جنہوں نے جاتے ہی نبی کی صورت و سیرت کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی آمد کی خوشخبری تورات میں دی گئی ہے پھر انہوں نے آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی پھر جو سورۃ آپ ﷺ تلاوت فرما رہے تھے اس کو غور سے سن کر متحیر ہوئے اور سب کے سب نے اسلام قبول فرمالیا۔¹³

ابن صوریہ کا قبول اسلام:

ایک مرتبہ یہودی عالم ابن صوریہ کی نبی آخر الزماں ﷺ سے ملاقات ہوئی چونکہ تورات کے اندر شادی شدہ زانی کی سزا رجم مذکور تھی اور یہودی تحریف کرتے ہوئے اس سزا کو تبدیل کر کے کوڑے کا حکم لگاتے تھے تو آپ ﷺ نے ابن صوریہ سے فرمایا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتے ہوئے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ کیا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا رجم مذکور ہے یا نہیں؟ تو جواب میں ابن صوریہ نے کہا۔

"اللَّهُمَّ نَعَمْ، أَمَّا وَاللَّهِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّهُمْ لَيَعْرِفُونَ أَنَّكَ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ، وَلَكِنَّهُمْ يَحْسِدُونَكَ"¹⁴

"بے شک تورات میں یہی حکم ہی مذکور ہے لیکن اے ابو القاسم! اللہ کی قسم اہل کتاب اس بات کو خوب پہنچاتے ہیں مگر آپ پر حسد کرتے ہوئے اس کو تسلیم نہیں کرتے۔"

حضرت اسید بن سعید القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ کا نام اسید اور والد کا نام سعید تھا بنو قریظہ کے ایک قبیلے ہدیل سے آپ کا نسبتی تعلق تھا۔¹⁵ ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے تمام یہودی قبائل سے میثاق مدینہ کے عنوان سے آپس میں نہ لڑنے کا عہد و پیمان کیا مگر غزوہ خندق کے موقع پر بنو قریظہ نے مشرکین کے ساتھ مل کر رسول اکرم ﷺ سے کیے ہوئے میثاق کی خلاف ورزی کی۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں کی فتح کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بنو قریظہ کو میثاق کی خلاف ورزی پر اللہ کی طرف سے سزا دینے کا حکم لے کر حاضر ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو بنو قریظہ بستی کی طرف روانہ فرمادیا۔ جب بنو قریظہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے آپ کو قلعوں میں محصور کر لیا اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمارا حکم بنادیں، آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بنادیا تو انہوں نے جوانوں کو قتل کرنے، عورتوں کو باندیاں اور بچوں کو غلام بنانے کا حکم جاری فرمایا جس کی آپ ﷺ نے تحسین فرمائی۔ جب حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ فوراً بنو قریظہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے یہود کی جماعت! کیا تمہیں یاد نہیں کہ ابن السبآن جو ہمارا رہبر اور پیشوا تھا وہ ملک شام سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ اس غرض سے پہنچا کہ عنقریب نبی آخر الزماں ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے جو اسی مدینہ طیبہ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے وہ اللہ کے برحق نبی ہوں گے۔ اگر وہ میری زندگی میں تشریف لے آئے تو میں ضرور ان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ان کی اتباع کروں گا اے یہود کی جماعت! ابن السبآن نے اس وقت ہمیں نصیحت کرتے ہوئے ان پر ایمان لانے کا پختہ وعدہ بھی کیا تھا جسے پورا کرنے کیلئے بطور یاد دہانی کے میں آیا ہوں مگر انہوں نے ابدی ناکامی کو ترجیح دیتے ہوئے انکار کر دیا لیکن حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند احباب کے ہمراہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول فرمالیا۔¹⁶

حضرت جبر بنی عبد الدار کے غلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ کا نام جبر ہے، عبد الدار کے غلام تھے اور عقیدہ تائید یہودی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔¹⁷ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں اکثر آیا جایا کرتے تھے ایک دن آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۃ یوسف کی تلاوت فرمائی، کلام الہی ان

کے دل میں ایسا مؤثر ہوا کہ فوراً اسلام قبول کر لیا لیکن چونکہ ایک غلام تھے اس لیے عتاب کے ڈر سے اپنا قبول اسلام چھپایا لیکن رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری نے ان کے مالک عبد اللہ بن الحضرمی تک خبر پہنچادی تو اس نے آپ کو اسلام سے دستبردار ہونے پر مجبور کیا لیکن آپ ﷺ کی صحبت باکمال نے آپ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ جب اکراہ زیادہ ہوا تو رخصت پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے بظاہر اسلام سے براءت کا اظہار کر دیا کیونکہ رب کا فرمان ہے ﴿وَقُلُّهُ مُطْمَئِنِّ بِالْإِيمَانِ﴾¹⁸ اگرچہ فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے لیکن آپ ﷺ کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔ فتح مکہ کے بعد اپنی گزشتہ تکلیفوں کو بیان کیا تو آپ ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد فرمادیا آزادی کے بعد انہوں نے اپنی مرضی سے زندگی گزارنا شروع کر دی۔¹⁹

حضرت حیرنجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ کا نام حیرنجرہ ہے عقیدتاً یہودی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے حیرنجرہ سے قرض پر کچھ رقم لی، چند دن کے بعد اس نے آپ ﷺ سے واپسی کا مطالبہ کیا مگر فی الوقت ادائیگی کیلئے کچھ رقم بھی موجود نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس سے مہلت مانگ لی لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ جب تک میرا قرضہ واپس نہیں کریں گے اس وقت تک میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، چنانچہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھا رہا جب صحابہ کرام نے اس کا طرز عمل دیکھا تو انہیں ناگوار گزرا۔ انہوں نے اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ! اسے برا بھلا نہ کہو، کیوں کہ میرا اس سے کچھ رقم دینے معاہدہ تھا اور مجھے اپنے معاہدہ پر کسی قسم کا بھی ظلم کرنے سے روک دیا گیا ہے، دن گزرتا گیا حتیٰ کہ وہ آپ ﷺ کا حلم، بردباری اور عفو و درگزر دیکھ کر بہت زیادہ متاثر ہوا اور آپ کے دستِ اقدس پر مشرف باسلام ہو کر ابدی کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔²⁰

حضرت یامین بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ کا نام یامین، والد کا نام عمیر تھا، یہود کے قبیلے بنو نضیر سے تعلق رکھتے تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت یہود کے قبائل اقلیت میں موجود تھے۔ جو آپ ﷺ کے ساتھ سازش آمیز اور منافقانہ رویہ اختیار کرتے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ درگزر کر دیا کرتے تھے، جب ان کی سازشیں حد سے بڑھیں تو آپ ﷺ نے ان جلاوطن کرنا شروع کر دیا۔ بنو قینقاع کے بعد بنو نضیر نے بھی بد عہدی کی کہ آپ ﷺ کو قتل کرنے جیسی گھناؤنی سازش کا ارتکاب کر بیٹھے، جب آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا تو آپ نے ان کو مدینہ چھوڑ جانے کا حکم دے دیا۔ مقصد یہی تھا کہ جب یہ دور ہو جائیں گے تو اپنے اعمال سے نادم ہو کر رسول اللہ ﷺ کے

ہاتھوں اسلام قبول کر لیں گے لیکن جب وہاں سے گئے تو ان کی سازشیں مزید بڑھتی گئیں۔ اللہ کا قانون ہے کہ جہاں ماننے والے ہوتے ہیں وہاں نہ ماننے والے بھی ہوتے ہیں تو بنو نضیر کے قبیلے میں منکرین کی موجودگی میں حضرت یامین بن عمیر جیسے محب رسول ﷺ بھی موجود تھے جنہوں نے اسلام کی صداقت اپنی آنکھوں سے دیکھی اور فوراً اسلام قبول کر کے ہمیشہ کیلئے اپنی قوم کو خیر باد کہہ دیا۔²¹

رسول اللہ ﷺ کے یہودی غلام کا قبول اسلام:

آپ ﷺ کا ایک خادم یہودی بچہ تھا ایک دن وہ بیمار ہوا اس کی عیادت کے لیے آپ ﷺ تشریف لے گئے، دورانِ عیادت آپ ﷺ علیہ وسلم نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس کا والد بھی وہاں موجود تھا، اس خادم نے والد کی طرف دیکھا والد نے کہا کہ جو نبی آپ کو کہہ رہے ہیں اس پر عمل کرو اس بچے نے فوراً کلمہ پڑھ کر حلقہ اسلام میں داخل ہو کر ابدی کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ وہی مرض اس کیلئے جان لیوا ثابت ہوئی، اس کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ مل کر اس کی نماز جنازہ پڑھی۔²²

اہل مسیح پر رسول اکرم ﷺ کی دعوت اسلام کے اثرات:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

اسلام سے پہلے آپ کا نام مابہ، والد کا نام ابو ذیشان تھا، قبول اسلام کے بعد آپ کا نام سلمان رکھا گیا، لقب سلمان الخیر اور کنیت ابو عبد اللہ تھی، جو سیت چھوڑ کر عیسائیت میں آئے پھر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے اپنے قبول اسلام کی تفصیل بیان فرمائی کہ میں ملک فارس میں ایک بستی جی کا باشندہ تھا میرا والد اپنے علاقے کا سردار تھا اور میری حفاظت کنواری لڑکیوں سے بھی بڑھ کر کرتا تھا، ہم آتش پرست تھے والد نے مجھے آتش کدہ کا انچارج بنایا ہوا تھا اتفاق سے ایک دن وہ تعمیراتی کام میں مصروف ہو گئے اور مجھے کھیت کی حفاظت اور خبر گیری کیلئے بھیجا اور تاکید کی کہ جلدی واپس آجانا۔ اتفاق سے ایک گر جاگھر راستہ میں پڑتا تھا، میں نے وہاں جا کر عبادت دیکھی تو مجھے بہت پسند آئی اور مجھے اس دین کی قبولیت کی تمنا ہوئی۔ میں نے ان سے ان کا اصل پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ملک شام میں ہے میں نے شام جانے کا پختہ عزم کر لیا مجھے معلوم ہوا کہ شام کی طرف قافلہ جانے والا ہے چنانچہ میں ان کے ساتھ مل گیا۔ ملک شام پہنچ کر میں ایک راہب کے پاس رہا جو لالچی ہونے کے سبب مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا تھا لوگوں سے صدقات وغیرہ لے کر خود خیرہ کرتا رہتا اور یوں اس نے سات مٹکے سونے کے جمع کر رکھے تھے۔ اس کی وفات کے بعد لوگ اسکی تجہیز و تکفین کے لیے آئے مگر میں نے لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ انہوں نے غصہ میں آکر اس کو سولی

پر لٹکا دیا پھر ایک اور راہب اس کا جائشین بنا جو بہت اچھا آدمی تھا میں ان کی خدمت میں رہ کر فیض یاب ہوتا رہا، جب ان کا آخری وقت قریب پہنچا تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ موصل میں ایک عالم ہے ان کے پاس چلے جانا چنانچہ وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کے پاس ٹھہرا، پھر ان کی وفات کے بعد نصیبین کے عالم کی صحبت میں رہا۔ ان کی وفات کے بعد عموریہ کے ایک عالم کے پاس رہا۔ جب عموریہ راہب کا آخری وقت قریب پہنچا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے بعد کدھر جاؤں؟ انہوں نے فرمایا کہ اب میری نظر میں کوئی صحیح راہ پر موجود نہیں ہے مگر عنقریب مکہ کی سرزمین میں ایک نبی کا ظہور ہوگا جو نخلستان کی طرف ہجرت کرے گا اس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا۔ ہبہ قبول کرے گا اور کھائے گا اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اگر ان سے ملاقات ہو جائے تو ان کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لینا۔ آخر کار میں اس علاقے کی طرف مشتاق ہوا میرے پاس کچھ گائے اور بکریاں جمع تھیں چند روز بعد مجھے عرب جانے والا قافلہ مل گیا میں نے ان سے گائے اور بکریوں کے عوض عرب جانے کی خواہش کی جنہوں نے قبول کر لی مگر انہوں نے عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک علاقے میں مجھے غلام بنا کر بیچ ڈالا، بنو قریظہ کے ایک آدمی نے خرید لیا۔ جب وہ مجھے اپنے علاقے میں لایا جو کھجوروں سے مالا مال تھیں، میں نے دل میں سوچا کہ یہ وہی جگہ محسوس ہوتی ہے جس کے متعلق اس راہب نے بتایا تھا۔ آخر کار میں مالک کی خدمت کرتا رہا چنانکہ ایک دن میں کھجور پر کھڑا تھا ایک آدمی میرے مالک کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ برباد کرے انصار کو جو ایک ایسے آدمی کے پاس جمع ہیں جو نبوت کا دعویدار ہے میں کھجور توڑ رہا تھا چنانکہ خوشی سے جھوم کر نیچے آگیا۔ موقع پا کر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صدقہ کے طور پر کچھ کھجوریں پیش کیں آپ ﷺ نے کھانے سے انکار کر دیا اور لے کر ساری صحابہ کرام کو کھلا دیں۔ دوسرے دن ہبہ پیش کیا آپ ﷺ نے خود بھی کھائیں اور صحابہ کرام کو بھی دیں۔ تیسرے دن میں آپ کے پاس گیا آپ قبرستان میں موجود تھے میں موقع پا کر آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا آپ مسکرائے اور فرمایا آؤ اور سکون سے دیکھ لو۔ چنانچہ میں نے مہر نبوت کو دیکھا اور رو پڑا، بوسہ دیا اور اسی محفل میں اسلام قبول کر لیا²³۔

حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بشیر، کنیت ابو علقمہ اور والد کا نام معاویہ تھا آپ استقف نجران کے بھائی تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے جب اہل نجران کی طرف دعوت اسلام بھیجی، آپ کا نامہ مبارک ان کے ہاں پہنچا تو انہوں نے ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حالات کا مشاہدہ کرنے کیلئے بھیجا، واپسی پر جاتے ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کے اس نامہ مبارک کو کھول کر پڑھنا شروع کیا چنانکہ بشیر کی اونٹنی ٹھوکر لگنے کی وجہ سے گری جس سے وہ

بھی گر گیا اور آپ ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ بولنے لگا اس پر اسقف نے انہیں خوب ڈانٹا اور کہا کہ وہ برحق نبی ہیں تمہارے لیے یہ مناسب نہیں کہ ان کی شان میں گستاخی کرو۔ حضرت بشیر بن معاویہ یہ بات سن کر بہت متاثر ہوئے اور دل میں سوچا کہ جب وہ نبی برحق ہیں تو اللہ کی قسم جب تک میں ان کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول نہیں کروں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا چنانچہ اسی وقت انہوں نے مدینہ طیبہ کا رخ کیا اور خدمت اقدس میں پہنچ کر اسلام قبول کر لیا اور اپنی پوری زندگی رسول اکرم ﷺ کی غلامی میں صرف کر دی۔²⁴

حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ کا نام کرز، والد کا نام علقمہ تھا، بکر بن وائل قبیلہ سے آپ کا نسبی تعلق تھا، آپ نے اپنے بھائی ابو حارثہ کے ساتھ عیسائیت قبول کی تھی اور نجران میں مقیم ہو گئے تھے اس لیے نجران کے لقب سے مشہور ہیں۔ جب نجران کے عیسائیوں کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس میں حضرت کرز بن علقمہ کا بھائی ابو حارثہ بن علقمہ بھی ساتھ تھا، دونوں ایک ہی سواری پر سوار تھے۔ اچانک راستے میں سواری کو ٹھوکر لگی تو کرز نے "نَعَسَ الْأَبْعَدُ" کہا یعنی "محمد کا برا ہو جو دور رہنے والا ہے" اس پر ابو حارثہ بن علقمہ نے کرز کو ڈانٹا اور غصہ میں اسے کہا کہ محمد کو برا بھلا نہ کہو "وَاللّٰهُ إِنَّهُ النَّبِيُّ الَّذِي كُنَّا نَنْتَظِرُ" اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہے جس کے ہم منتظر ہیں "کرز نے جواباً کہا کہ جب یہ نبی برحق ہیں تو ہم ان کی اتباع کیوں نہیں کرتے؟ تو ابو حارثہ نے کہا کہ اگر ہم ان کی اتباع کر لیں تو ہمارا مال و دولت، عزت و عظمت اور وقار و مرتبہ جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے وہ سارا کا سارا ختم ہو جائے گا، ابو حارثہ کا یہ جملہ کرز کے دل میں یقین پیدا کر گیا مگر اس وقت خاموشی اختیار کی، کچھ دنوں کے بعد رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے، آپ کو سواری تفصیل بتائی اور مشرف باسلام ہو کر نجات دارین حاصل کر لی۔²⁵

حضرت جارد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بشر، کنیت ابو منذر اور لقب جارد تھا۔ آپ عقیدتاً عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ قبیلہ عبد القیس کے وفد کے ہمراہ سن دس ہجری میں مدینہ طیبہ تشریف لائے، رسول اکرم ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں ایک مذہب پر ہوں جسے چھوڑ کر آپ کی بات کیسے مان سکتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنا مذہب چھوڑ کر میرا مذہب اختیار کر لو اس بات پر میں تمہارا ضامن ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مذہب سے بھی بہتر ہمیں عطا فرمایا ہے، اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول فرمایا، ان کے ساتھ ان کے بہت سارے ساتھی بھی اسلام قبول کرنے والے بن گئے۔ آپ ﷺ کو ان کے اسلام لانے پر انتہائی خوشی

ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کو بہت عزت دی، جب اسلام قبول کر چکے تو واپس اپنے وطن جانے کیلئے آپ ﷺ سے سواری کا مطالبہ کیا مگر سواری کا انتظام نہ ہو سکا اس پر آپ ﷺ سے اجازت مرحمت کی کہ راستے میں ہمیں بہت ساری سواریاں مل جائیں گی ہم انہیں استعمال کر لیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جارود انہیں بالکل استعمال نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارے لئے آگ ہو گئی چنانچہ قبول اسلام کے بعد اپنے وطن واپس تشریف لے آئے۔ جب ارتداد کا فتنہ پھیلا تو ان کے قبیلہ کے بہت سارے لوگ مرتد ہو گئے لیکن ان کا ایمان اتنا کامل تھا کہ ان کے ایمان میں تھوڑی سی بھی لغزش نہ آئی سردار قبیلہ ہونے کے ناطے اپنے اسلام کا اعلان کرتے رہتے اور دوسروں کو بھی مرتد ہونے سے روکتے رہتے تھے²⁶۔

حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ کا نام عداس تھا، شیبہ بن ربیعہ کے غلام تھے، نینوا کی معروف جگہ موصل کے رہائشی تھے اور عقیدہ تائیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کی غرض سے طائف کا سفر فرمایا، طائف کے لوگوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے رسول اکرم ﷺ کو اذیتیں دیں، پتھر کا برسوا کیا، حتیٰ کہ آپ کا جسم مبارک لہو لہان ہو گیا۔ آخر کار آپ ﷺ جب واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے میں شیبہ نے آپ ﷺ کی یہ نامناسب حالت دیکھ کر اپنے غلام عداس کو حکم دیا کہ انگور کے خوشے آپ ﷺ کو پیش کرے۔ جب عداس آپ ﷺ کے پاس انگور کے خوشے لایا تو آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر ان کو نوش فرمایا، عداس تعجب آمیز لہجے میں کہنے لگا کہ میں ایسا نیا کلام سن رہا ہوں جو اس سے پہلے میں نے نہیں سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نینوا تو میرے بھائی یونس کا علاقہ ہے اس نے کہا کہ آپ یونس کو کیسے نینوا کا رہنے والا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ نینوا تو میرے بھائی یونس کا علاقہ ہے اس نے کہا کہ آپ یونس کو کیسے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی نبی برحق تھے میں بھی نبی برحق ہوں۔ اس نے آپ ﷺ کی گفتگو سے متاثر ہو کر ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام عداس کی یہ کیفیت دیکھ کر آپ ﷺ کا بوسہ لینے سے متعلق پوچھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ یہ دنیا کے بہترین آدمی ہیں۔ وہ دونوں پریشان ہوئے اور کہا ہمیں خطرہ ہے کہ یہ تجھے تیرے دین سے بیزار کر کے اپنے دین میں پابند سلاسل نہ کر دیں۔²⁷ لیکن حضرت عداس نے آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہو کر ایمان کو ہی اپنے آقاؤں کے حکم پر ترجیح دی۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

آپ کا نام عدی، والد کا نام حاتم، کنیت ابو طریف تھی، عقیدہ تائیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا خاندان کافی عرصہ سے قبیلہ طے پر حکمرانی کرتا آ رہا تھا۔ ظہور اسلام کے وقت آپ خود قبیلہ طے کے حکمران تھے

جب آپ نے دیکھا کہ اسلام مسلسل بڑھتا چلا آ رہا ہے اور اس کے سیلاب کو روکنا انتہائی مشکل ہے تو اس کے دل میں خیال آیا کہ آپ ﷺ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جائے مگر دوسری طرف اس کے سامنے حکمرانی کا نشہ تھا، آخر کار اس نے سوچا کہ جب آپ ﷺ بڑھتے بڑھتے ہمارے علاقے میں پہنچیں گے تو ہم اپنے قریبی لوگوں کے ہمراہ وہاں سے نکل جائیں گے چنانچہ ایسا ہوا کہ جب آپ ﷺ اسلامی لشکر کے ہمراہ یمن پہنچے تو وہ اپنا کنبہ لے کر ملک شام عیسائیوں کے ہاں چلے گئے، مگر بد قسمتی سے عدی کی ایک بہن مسلمانوں کے ہاتھ آگئی جسے عام قیدیوں کی طرح ایک جگہ منتقل کر دیا گیا، جب آپ ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو اس کی بہن نے عرض کی یا رسول اللہ میرا والد فوت ہو چکا ہے اور مجھے یہاں سے چھڑانے والا بھی راہ فرار اختیار کر گیا ہے آپ مجھ پر احسان کریں اللہ آپ پر احسان کرے گا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ چھڑانے والا کون ہے؟ اس نے کہا کہ عدی بن حاتم! آپ ﷺ نے فرمایا کیا وہ وہی ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول سے راہ فرار اختیار کر لی ہے؟ یہ کہہ کر آپ ﷺ وہاں سے چلے گئے اگلے دن جب وہاں سے گزرے تو اسی قیدی خاتون نے پھر آپ ﷺ سے وہی بات کی، آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا تیسرے دن جب رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو اس نے حضرت علی کے مشورہ سے درخواست کی، آپ ﷺ نے اس کی درخواست قبول فرما کر اس کو رہا کرنے کا حکم دے دیا، لیکن کیونکہ وہ معزز اور امیر گھرانے کی تھی اس لیے اس کا مرتبہ سوچ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جانے میں جلدی نہ کرنا، ہاں اگر تمہارے قبیلے کا کوئی محترم یا معتبر آدمی مل جائے تو مجھے خبر کرنا، اتفاق سے چند دنوں کے بعد قبیلہ قضاہ کے کچھ لوگ ملے اس خاتون نے آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے اس کی شان کے مطابق سواری اور سفر کے اخراجات کا انتظام فرما کر اسے روانہ کر دیا وہ خاتون سیدھی عدی کے پاس شام پہنچی اس کو جا کر ڈانٹا اور کہا تم سے زیادہ ظالم کون ہو گا کہ تم نے تمام اہل و عیال کو ساتھ لیا اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا، عدی نے نادم ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا چند دن ہی گزرے کہ عدی نے اس خاتون سے پوچھا کہ تم انتہائی ذہین اور عقلمند ہو، اس شخص کے متعلق کیا سوچا؟ اس خاتون نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے آپ ان سے ملاقات کریں، اگر وہ اللہ کے نبی ہیں تو ان سے ملاقات کرنے میں جلدی کرنا انتہائی سعادت مندی ہوگی اور اگر وہ نبی نہیں پھر بھی غور سے سن کہ یمن کا معزز آدمی بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ چنانچہ اس نے اسی وقت ملک شام سے مدینہ کا سفر شروع کر دیا۔ جب مدینہ پہنچا تو آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے وہ آیا، آپ ﷺ نے ان کا نام پوچھا، اسے لے کر اپنے گھر کی طرف چل دیے، راستے میں ایک بوڑھی خاتون ملی اس نے آپ ﷺ کو روک لیا آپ ﷺ کافی دیر تک اس کے ساتھ باتیں کرتے رہے اس بات کا عدی کے دل پر بہت زیادہ اثر ہوا، اس نے سوچا کہ یہ طرز عمل عام بادشاہوں کا نہیں ہو سکتا، جب رسول اللہ ﷺ کے گھر پہنچے تو آپ

ﷺ نے عدی کو ایک گدے پر بٹھایا اور خود زمین پر بیٹھ گئے، یہ بات بھی عدی کیلئے تعجب آمیز تھی کہ عام بادشاہ اس طرح کا سلوک نہیں کر سکتے، تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے عدی کے سامنے اسلام پیش کیا، اس نے جواب دیا کہ میں بھی ایک مذہب کا ماننے والا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا مذہب تمہارے مذہب سے زیادہ برحق ہے اور میں تمہارے مذہب کو تم سے بھی زیادہ جانتا ہوں، اس نے تعجب کا اظہار کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم رکوی نہیں ہو؟ اور کیا تم مال غنیمت کا چوتھا حصہ نہیں لیتے؟ اس نے اقرار کر لیا، اس کے اقرار کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو تمہارے مذہب میں جائز نہیں ہے یہ بات سن کر وہ کمزور ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں بخوبی جانتا ہوں کہ تمہارے اسلام قبول کرنے میں یہ چیز رکاوٹ ہے کہ تمہاری سوچ کے مطابق اسلام کے متبعین انتہائی کمزور لوگ ہیں ان کے پاس نہ مال ہے نہ دولت اور نہ ہی ان کا حال اچھا ہے، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم حیرہ کو جانتے ہو؟ اس نے کہا جانتا تو ہوں لیکن دیکھا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایک دن اللہ اسلام کو مکمل کر دے گا اس کی برکت سے اکیلی عورت بغیر کسی خطرے کے حیرہ سے آکر بیت اللہ کا طواف کرے گی۔ اور کسریٰ بن ہرمز کا خزانہ رب اسلام کے قدموں میں رکھ دے گا اور مال اتنا کثیر مقدار میں ہو گا کہ لوگوں کو دینے کے لیے دیا جائے لیکن وہ لینے سے انکار کر دیں گے، جب یہ گفتگو مکمل ہوئی تو عدی نے دستِ اقدس پر اسلام قبول فرما کر سعادت دارین حاصل کر لی۔²⁸

خلاصۃ البحث:

اہل کتاب تک دعوت اسلام پہنچانا اور ان کو راہِ راست پر لانا آپ ﷺ کے فرائض منصبی میں شامل تھا اس ذمہ داری کو احسن انداز سے نبھانے کی غرض سے آپ ﷺ نے اہل کتاب کو بھی تبلیغ کی حتیٰ کہ آپ ﷺ کی دعوت پر اہل کتاب کے تمام طبقوں کے لوگوں نے لبیک کہا۔ مذکورہ مقالہ میں اہل کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں اہل یہود پر رسول اکرم ﷺ کی دعوتِ اسلام کے اثرات، جبکہ دوسرے حصے میں اہل مسیح پر رسول اکرم ﷺ کی دعوتِ اسلام کے اثرات شامل ہیں۔ اہل کتاب میں سے جو لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے ان میں سے کچھ کا تعلق احبارِ یہود میں سے تھا، مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو قبولِ اسلام کی وجہ زیارتِ نبوی اور آپ ﷺ کی ذات اقدس کی وجاہت تھی، آپ کی زیارت کا اشتیاق تورات میں موجود اوصاف و کمالات کی وجہ سے تھا جس چہرہ اقدس میں دیکھ کر ہی اسلام قبول کر لیا۔ حضرت میمون بن یامین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کی وجہ بھی حضرت عبداللہ بن سلام کی طرح ہے

اور دونوں اہل یہود میں باکمال شخصیات تھے اہل یہود ان کو اپنا پیشوا سمجھتے تھے حتیٰ کہ اپنے قبول اسلام کی راہ میں رکاوٹ ان دونوں کو سمجھتے تھے مگر یہ دونوں قبول اسلام سے فیضیاب ہوئے۔ حضرت زید بن سعنه رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ میں موجود تمام نشانیوں سے واقف ہو گئے تھے مگر آپ کے علم اور بردباری کا تجربہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ابن صوریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تورات میں تحریف کی گواہی دی اور آپ ﷺ کے مطلع کرنے پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایک یہودی عالم آپ ﷺ سے سورۃ یوسف کی تلاوت سن کر متعجب ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت اسید بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے یہودی پیشوا ابن السببان سے معرفت نبوی حاصل کر چکے تھے اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ لیکن کچھ کا تعلق احبار یہود میں سے نہیں تھا مگر احبار یہود کی تعلیم اور تورات کی تعلیم سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر گئے۔ مثلاً حضرت جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن حضرمی کے غلام تھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری اور سورۃ یوسف کی تلاوت نے ایسا متاثر کیا کہ اسلام قبول کر لیا۔ حضرت حیرہ بنجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت اسلام پہنچی مگر ایک معاملے میں آپ ﷺ کا علم اور بردباری ان کے قبول اسلام کا سبب بن گئی۔ حضرت یامین بن عمیر نے آپ ﷺ کے حسن معاملہ سے متاثر ہو کر قبول اسلام کو گلے لگایا۔ آپ ﷺ کی یہودی خادم سے محبت اور بیماری کے ایام میں اس کی تیمارداری نے متاثر کیا۔ آپ ﷺ نے دعوت اسلام پیش کی تو اس نے فوری قبول کر لی۔

اہل مسیح پر بھی رسول اکرم ﷺ کی دعوت کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیسائیت کی تعلیمات اور عموریہ راہب کے آخری نبی سے متعلق بتانے پر اسلام سے متاثر ہو چکے تھے، آپ سے ملاقات کی اور موجود تمام نشانیاں دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کا سبب ان کا بھائی اسقف نجران بنا جب ان سے نازیبا الفاظ نکلے تو بھائی نے روکا، پھر آپ ﷺ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا زیارت کرتے ہی اسلام قبول فرما لیا۔ حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مسیحی بھائی سے حضور ﷺ کا تعارف سن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور متاثر ہو کر اسلام قبول فرما لیا۔ حضرت جارد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی ﷺ نے اسلام کی دعوت دی اور ان کو اسلام پر مطمئن کرنے پر کامیابی کی ضمانت دی جسے انہوں نے قبول کر کے اسلام کو سینے سے لگا لیا۔ حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے قبول اسلام کا سبب بھی دعوت نبوی تھی کہ آپ ﷺ سے بسم اللہ سن کر حیران ہوئے اور اس سے متاثر ہو کر اسلام قبول فرما لیا۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ طے کے حکمران تھے خدمت اقدس میں پہنچے، آپ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام پیش کی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔

لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی رسول اکرم ﷺ کے منہج کے مطابق اہل کتاب کو دعوت دیں تاکہ وہ بھی اُخروی کامیابی حاصل کر کے اپنی اور ہماری نجات کا سبب بنیں۔ منہج نبوی کو اپناتے ہوئے اسلام کی ایسی تصویر پیش کریں کہ وہ خود بخود اسلام میں کھنچے چلے آئیں اس کے لیے ضروری ہے کہ حکمت و دانائی، افہام و تفہیم، موعظہ حسنہ اور مباحثانہ اصولوں کو اپناتے ہوئے اپنا کردار ادا کریں۔

(المواہمش References)

¹۔ سورۃ الاعراف : 158

Surah Al-Aaraf: 158

²۔ سورۃ المائدہ: 67

Surah Al-Maidah: 67

³۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاکراه، باب فی بیع المکرہ ونحوہ فی الحق وغیرہ، رقم الحدیث: 6944، دار طوق النجاة، بیروت، 1422ھ

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al Jāmi' al Ṣaḥīḥ, Book: Coercion, Chapter: Selling under coercion or other circumstances to repay a debt or the like, (Beirut: Dār Tawq al Nijāh, 1422H), Ḥadīth No. 6944

⁴۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 7

Al Bukhārī, Al Jāmi' al Ṣaḥīḥ, Book: Revelation, Chapter: How the divine revelation started being revealed to Allah's Messenger, Ḥadīth No. 7

⁵۔ سورۃ آل عمران: 64

Surah Aal-e-Imran: 64

⁶۔ کاندھلوی، محمد ادریس، سیرت مصطفیٰ، کتب خانہ مظہری، کراچی، 1/396

Kandhlavi, Muhammad Idrees, Seerat-e-Mustafa, Kutab Khana Mazhari, Karachi, Vol.1, P.396

⁷۔ العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفہ، بیروت، 1379ھ، 275/7، رقم الحدیث: 3941

Al Asqalani, Ahmad bin Ali bin Hajar, Fat'hul Bari Sharah Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, (Beirut: Dār Al Maarefa, 1379H), 7/275, Ḥadīth No. 3941

⁸۔ ماجہ، محمد بن یزید القزوينی، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب اطعام الطعام، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت، 1083/2، رقم الحدیث: 3251

Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd (Died 273H), Sunan Ibn Mājah, Book: The Food, Chapter: Feeding Others, (Beirūt: Dār Ihya' al Kitāb al 'Arabiyyah) Vol.2, P. 1083, Ḥadīth No. 3251

⁹۔ ابن کثیر، ابوالفداء، عماد الدین، تاریخ ابن کثیر، نفیس الکیڈمی، اردو بازار، کراچی، 207/3

Ibn-e- Kasir, Abu-ul-Fida, Imad-ud-Deen, Tarikh Ibn-e-Kasir (Karachi: Nafees Academy) Vol.3, P.207

¹⁰۔ ابن اثیر الجزری، علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، مترجم: عبدالشکور فاروقی لکھنوی، المیزان ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور، 266/8

Ibn-e- Asīr Al Jazri, Ali Bin Muhammad, Usd-ul-Ghaba fi Marifat-e-Sahaba, Translator: Abdul Shakoor Farooqi Lakhnawi, (Lahore: Al Meezan) Vol.8, P.266

¹¹۔ ابن اثیر الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، 834/4

Ibn-e- Asīr Al Jazri, Usd-ul-Ghaba fi Marifat-e-Sahaba, Vol.4, P.834

¹²۔ ابن اثیر الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، 835/4

Ibn-e- Asīr Al Jazri, Usd-ul-Ghaba fi Marifat-e-Sahaba, Vol.4, P.835

¹³۔ العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، 214/7، رقم الحدیث: 3725

Al Asqalani, Ahmad bin Ali bin Hajar, Fat'hul Bari Sharah Şahīḥ Al Bukhārī, (Beirūt: Dār Al Maarefa, 1379H), 7/275, Ḥadīth No. 3941

¹⁴۔ البیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، 430/8، رقم الحدیث: 17119

Al-behqi, Ahmad bin Husain, Al Sunan Al Kubra, (Beirūt: Dār Al-kutab Al-Ilmia, 2003), Vol.8, P.430, Ḥadīth No. 17119

¹⁵۔ ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویہ، شرکت مکتبہ و مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبي و اولاده، مصر، 1955ء، 1/

213

Ibn-e- Hasham, Al Seerat-ul-Nabaviyyah, (Egypt: Shirkat' Maktabat' wa Matb'at' Mastafa Al babi Al halbi wa aoladhu, 1955), Vol.1, P.213

¹⁶۔ عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، مترجم: محمد عامر شہزاد علوی، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، 100/1

Asqalani, Ibn-e-Hajar, Ahmad Bin Ali, Al Isaba fi Tamyez-Al-Sahabab, Translator: Muhammad Amir Shahzad Alvi (Lahore: Maktaba Rahmania) Vol.1, P.100

¹⁷۔ عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، 429/1

Asqalani, Al Isaba fi Tamyez-Al-Sahabab, Vol.1, P. 429

¹⁸۔ سورۃ النحل: 106

Surah Al-Nahl: 106

¹⁹۔ عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، 429/1

Asqalani, Al Isaba fi Tamyez-Al-Sahabab, Vol.1, P. 429

- ²⁰ - عسقلاني، الاصابه في تمييز الصحابه، 1/ 663
Asqalani, Al Isaba fi Tamyez-Al-Sahabah, Vol.1, P. 663
- ²¹ - ابن اثير، اسد الغابه، 9/ 388
Ibn-e- Asir, Usd-ul-Ghaba, Vol.9, P.388
- ²² - البيهقي، احمد بن الحسين، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، دار الكتب العلمية، بيروت، 1405هـ، 6/ 272
Albehqi, Ahmad bin Alhussain, Dalael un Nobuvvat, Dar ul Kutab Al-Ilmiah, Bairut, 1405H, Vol. 6, p.272
- ²³ - ابن هشام، السيرة النبويه، 1/ 214
Ibn-e- Hasham, Al Seerat-ul-Nabaviyyah, Vol.1, P.214
- ²⁴ - عسقلاني، الاصابه في تمييز الصحابه، 1/ 322
Asqalani, Al Isaba fi Tamyez-Al-Sahabah, Vol.1, P.322
- ²⁵ - الطبراني، سليمان بن احمد، المعجم الاوسط، دار الحرمين، القاهرة، 4/ 176، رقم الحديث: 3906
Al tabrani, Suleman bin Ahmad, Dar ul Haramain, Al qahirah, Vol.4, P.176, Ḥadīth No. 3906
- ²⁶ - ابن هشام، السيرة النبويه، 2/ 575-576
Ibn-e- Hasham, Al Seerat-ul-Nabaviyyah, Vol.2, P.575-576
- ²⁷ - ابن هشام، السيرة النبويه، 1/ 421
Ibn-e- Hasham, Al Seerat-ul-Nabaviyyah, Vol.1, P.421
- ²⁸ - ابن هشام، السيرة النبويه، 2/ 580-578
Ibn-e- Hasham, Al Seerat-ul-Nabaviyyah, Vol.2, P.578-580